نوٹ

17

میر تقی میر

شاعر کا تعارف

میر تقی میر 1772 کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ والد نے کوئی اثاثہ نہیں چھوڑا تھا۔ اس لیے میر کی زندگی شروع سے تنگی اور پریشانی میں گزری۔ خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے میر کو گھر چھوڑنا پڑا۔ اور دہلی آکر اپنے ماموں سراج الدین علی آرزو کے یہاں رہنے لگے۔ آرزو فارسی کے بڑے عالم اور اردو کے مشہور شاعر تھے۔ لیکن میر یہاں بھی زیادہ نہیں رہے۔ برسوں دہلی کی سڑکوں پر مارے مارے پھرتے رہے۔ اپنی خودار طبیعت اور سنک مزاجی کی وجہ سے میر کہیں سکون سے نہیں رہ سکے اور لکھنؤ چلے آئے۔ وہاں نواب آصف الدولہ نے ان کی بڑی قدر و منزلت کی۔ لکھنؤ میں ہی 1810 میں ان کا انتقال ہو گیا۔

اردو شاعری میں میر کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ انہیں ''خدائے سخن'' اور ''شہنشاہ غزل'' بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے کلام میں دردمندی، محرومی اور مٹتی ہوئی تہذیب کے نمایاں اثرات نظر آتے ہیں، جس نے ان کے کلام میں گہرائی اور وسعت پیدا کر دی ہے۔ ذوق اور غالب جیسے شاعر بھی ان کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں۔

ریختے کے تم ہی استاد نہیں ہو غالب
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا

غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقولِ ناسخ
آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میر نہیں

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

میر نے خود اپنی شاعری کے بارے میں کہا تھا۔

جانے کا نہیں شور سخن کا مِرے ہرگز
تاحشر جہاں میں مِرا دیوان رہے گا

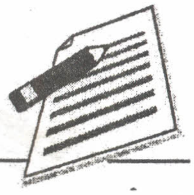

نوٹ

مقاصد

اس غزل کو پڑھنے کے بعد آپ:

- اشعار کی تشریح بیان کرسکیں گے؛
- مختلف صنعتوں کو سمجھ کر ان کا استعمال کرسکیں گے؛
- شاعر کے اسلوبِ بیان پر اظہارِ خیال کرسکیں گے؛
- میرؔ کے اسلوبِ بیان کی خصوصیت جان سکیں گے۔

17.1 اصل سبق

آیئے ایک بار ہم پوری غزل پڑھ لیں۔

غزل

اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا، اِس بیماریٔ دِل نے آخر کام تمام کیا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں موند
یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کرے ہیں ہم کو عبث بدنام کیا

یاں کے سپیدوسیاہ میں ہم کو دخل جو ہے سو اتنا ہے
رات کو رو رو صبح کیا اور صبح کو جوں توں شام کیا

میرؔ کے دین و مذہب کو پوچھتے کیا ہو اُن نے تو
قشقہ کھینچا، دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

○

بیماریٔ دل: دل کی بیماری
کام تمام کرنا: جان لے لینا
عہد: زمانہ، دور
پیری: بزرگی، بڑھاپا
ناحق: جو سچ نہ ہو، غلط
تہمت: الزام
مختاری: بااختیار ہونا
عبث: بے کار، بے وجہ
سپیدوسیاہ سفید اور کالا، نظامِ کائنات
سرزد ہونا: واقع ہونا
وحشت: دیوانگی
کوسوں: بہت دور
اور: طرف
گام: قدم
قشقہ: تلک، ٹیکا
دیر: مندر، بُت خانہ

نوٹ

اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا، اِس بیماری دِل نے آخر کام تمام کیا

17.2 متن کی تشریح

پہلے مصرعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیماری کے علاج کی بہت کوششیں کی گئیں پر کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوا اور ساری کوششیں بے کار گئیں۔ دوسرے مصرعے میں بیماری کا پتا چلتا ہے کہ یہ دل کی بیماری یعنی مرضِ عشق ہے اور اسی مرضِ عشق نے آخر عاشق کی جان لے لی۔

مرضِ عشق میں گرفتار ہونے کے بعد اُس سے چھٹکارا نہیں پایا جا سکتا۔ عشق کا مرض لاعلاج ہے۔

ایک دوسرے شعر میں بھی کم وبیش یہی بات کہی ہے۔

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

شعر کی خوبی یہ ہے کہ جیسے یہ بات شاعر نہیں کہہ رہا ہے بلکہ کوئی دوسرا شخص شاعر کو یہ بات جتا رہا ہے۔

17.3 زبان کے بارے میں

شاعر نے پہلے مصرعے میں 'کام کیا' کی مناسبت سے دوسرے مصرعے میں کام تمام کیا (محاورہ) کا اچھا اور خوب صورت استعمال کیا ہے۔

'دیکھا' لفظ سے ظاہر ہے کہ بار بار سمجھانے کے باوجود عاشق باز نہیں آیا اور اس پر سمجھانے کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ ''دیکھا'' خطابیہ لہجے میں پڑھیں اور سوالیہ لہجے میں بھی۔

اس شعر میں لفظ 'دیکھا' کا استعمال بہت خوب صورتی سے کیا گیا ہے یہ لفظ بڑا بامعنی ہے۔ اس میں یہ بات پوشیدہ ہے کہ ہم نے پہلے بھی خبر دار کیا تھا۔ مگر تم نہیں مانے مختصراً اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ ''ہم نہ کہتے تھے۔''

نوٹ

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں موند
یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

17.4 متن کی تشریح

جوانی کا زمانہ رو رو کر گزارا اور بڑھاپے میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے رات تو جاگ جاگ گزاری اور صبح ہوئی تو نیند آ گئی۔

عہد جوانی رو رو کر کاٹنے کا مطلب ہے کہ یہ زمانہ سخت مشکل سے گزارا یعنی جوانی کے زمانے تکلیفوں، مصیبتوں اور پریشانیوں میں گزرے۔ جوانی جو اصل لطف کا زمانہ ہے وہ تو تکلیف میں گزری اور جب زندگی کی آسائش میسر بھی ہوئیں تو بڑھاپے میں یعنی موت کے وقت۔ کبھی کبھی ساری رات جاگنا ہر انسان کے تجربے میں آتا ہے۔ نیند نہ آنے پر بڑی بے چینی محسوس ہوتی ہے۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ رات کو زیادہ جاگتے رہنے کے سبب صبح کو نیند آنے لگتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی بھر کا تھکا ماندہ انسان آخری وقت میں اپنے آپ کو وقت کے حوالے کر دیتا ہے۔

17.5 زبان کے بارے میں

اس شعر میں صنعتِ تضاد کا دو جگہ استعمال ہوا ہے۔ پہلے مصرعے میں جوانی اور پیری دوسرے مصرعے میں رات اور صبح اس کی مثالیں ہیں۔ جوانی اور پیری رات اور صبح کے تعلق پر غور کیجیے تو آپ محسوس کریں گے کہ شاعر نے بہت مناسب اور برمحل الفاظ استعمال کر کے شعر کا حُسن بڑھا دیا ہے۔

شاعر نے اس شعر میں رات کا متضاد صبح مانا ہے۔ جب کہ رات کا متضاد دن ہوتا ہے اور صبح کا متضاد شام۔

غور کیجیے تو آپ کو بڑھاپے کی وجہ سے بالوں کی سفیدی اور صبح کے اُجالے میں سفیدی کا ایک تعلق بھی نظر آئے گا۔

متن پر سوالات 17.1

1. پہلے شعر میں کس چیز کے اُلٹ جانے کا ذکر ہے۔

الف) دوا

ب) کام

ج) تدبیر

نوٹ

2. دوسرے شعر میں کون سے متضاد استعمال کیے گئے ہیں۔

الف) .... ج) ....

ب) .... د) ....

3. کام تمام کیا محاورے کا مطلب ہے۔

الف) کام پورا نہ کرنا

ب) کام پورا کر دینا

ج) جان لے لینا

ناحق ہم مجبوریوں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کرے ہیں ہم کو عبث بدنام کیا

17.6 متن کی تشریح

اس شعر میں شاعر خدا کو مخاطب کر کے ایک شوخ بات کہہ رہا ہے۔ شاعر غزل میں اکثر شوخیاں کرتے ہیں۔ اس شعر میں بھی خدا سے شوخی کی گئی ہے۔ شعر میں انسان کی بے بسی اور مجبوری کی طرف اشارہ بھی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ انسان اس دنیا میں نہ تو خودمختار ہے نہ بااختیار۔ یہاں جو کچھ ہوتا ہے وہ خدا کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اور وہی جو کچھ چاہتا ہے، کرتا ہے تو ایسے میں اُسے خودمختار کہنا کہاں تک درست ہے اسی لیے اللہ نے انسان کو اپنی تابعداری کے لیے کہا ہے۔

17.7 زبان کے بارے میں

مجبوری اور مختاری تضاد کی مثالیں ہیں۔

شاعر کی نظر میں خودمختاری کی تہمت لگانا اور انسان کو صاحبِ اختیار کہنا اسے بدنام کرنے کے مترادف ہے۔ کیوں کہ وہ تو خدا کی منشا کے بغیر کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ شاعر بڑی خوب صورتی سے ان افعال کی ذمہ داریوں سے بھی بچنا چاہتا ہے جو اس سے سرزد ہو جاتے ہیں۔

یاں کے سپید و سیاہ میں ہم کو دخل جو ہے سو اتنا ہے
رات کو رو رو صبح کیا اور صبح کو جوں توں شام کیا

17.8 متن کی تشریح

اس شعر میں شاعر انسان کی بے بسی کی بات کہہ رہا ہے اس معاملات میں اُسے صرف اتنا ہی اختیار ہے کہ وہ بڑی مشکل سے

رات سے صبح تک کا وقت گزارتا ہے اور بڑی دشواریوں کے بعد صبح سے شام تک کا وقت کاٹتا ہے۔ غرض انسان کی زندگی بڑی مشکلوں اور مصیبتوں میں گزرتی ہے۔

اس شعر میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان دراصل بے بس اور مجبور ہے۔ اس کے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ اگر کچھ اختیار ہے تو بس اتنا کہ وہ جیسے تیسے مشکلوں اور پریشانیوں سے زندگی گزارے شاعر نے سفید وسیہ کی مناسبت سے رات اور صبح کا ذکر بھی بڑی خوب صورتی سے کیا ہے۔

17.9 زبان کے بارے میں

سپید وسیہ سے مراد اچھائیاں اور برائیاں یا نظام کائنات ہے۔ دوسرے مصرعے میں رات اور صبح کے الفاظ آئے ہیں اس لیے سپید وسیہ کی ترکیب کا استعمال لطف دیتا ہے۔

لفظ 'یاں' سے مراد یہاں 'دنیا' ہے۔

رو رو کر صنعتِ تکرار کی مثال ہے۔ اس سے کسی بات میں زور پیدا ہوتا ہے

متن پر سوالات 17.2

.1 شاعر تیسرے شعر میں کس سے مخاطب ہے۔

الف) محبوب سے

ب) دوست سے

ج) خدا سے

.2 اسی شعر میں انسان پر کس چیز کا الزام ہے۔

الف) مجبوری کا

ب) مختاری کا

ج) بدنامی کا

.3 یاں کے سپید وسیہ سے مراد ہے۔

الف) محبوب کی محفل کے معاملات

ب) مے خانے کے معاملات

ج) دنیا کے معاملات

نوٹ

میر کے دین و مذہب کو پوچھتے کیا ہو ان نے تو
قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

17.10 متن کی تشریح

اس شعر میں مذہبی رواداری کی بات کی گئی ہے۔ مذہب انسانیت کا سبق دیتا ہے ظاہری رکھ رکھاؤ یعنی ٹوپی یا ماتھے پر قشقہ لگانا، زنار یعنی جنیو پہنا یہ سب کچھ ایک طرح کا دکھاوا ہے اصل چیز انسانیت ہے۔ یہاں شاعر نے خود اپنے بارے میں کسی خاص طریقے سے منحرف ہونے کا ذکر کیا ہے۔ شاعر کا یہ بیان اس کا اپنا بیان نہیں بلکہ یہ کوئی اور شاعر کے بارے میں اپنی رائے دے رہا ہے کہ وہ اب اپنے مذہب پر کاربند نہیں ہے۔ یہ کردار جو شاعر پر جو کہ انسانیت کا پجاری ہے اس لیے یہ الزام لگا رہا ہے کیونکہ وہ بھی مذہب کے نام پر ڈھونگ رچانے والا ایک کردار ہے جسے انسانیت سے زیادہ مذہب کی فکر ہے۔

شاعر کے نزدیک خدا مسجد میں بھی ہے اور مندر میں بھی۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا مندروں میں نہیں ہے، ان کو مخاطب کر کے شاعر یہ کہنا چاہتا ہے کہ تلک لگا کر مندر جانا بھی خدا کی عبادت کا ایک طریقہ ہے۔

شاعر کسی بات کو ثابت کرنے کے لیے اکثر مبالغے سے کام لیتا ہے۔ اس شعر میں بھی مبالغے سے کام لیا گیا ہے۔ لیکن دراصل اس کی خواہش ہے کہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان اختلافات ختم ہوں۔ اور وہ ایک دوسرے سے قریب آسکیں۔

17.11 زبان کے بارے میں

دین کے معنی مذہب کے بتائے جاتے ہیں جب کہ دین کا مطلب اصول اور قانون ہے "قشقہ" ماتھے پر کھینچا جاتا ہے۔ اس شعر میں بولنے والا شاعر نہیں کوئی دوسرا ہے سوالیہ انداز کا اس شعر میں بڑی خوبصورتی سے استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی میر کے دین و مذہب کو پوچھتے کیا ہو کے معنی میر کے بارے میں تو اب بات کرنا بھی گناہ ہے کیونکہ اس نے اپنے مذہب کو ترک کر دیا ہے۔

متن پر سوالات 17.3

1. رات رو رو کر کاٹنے کا مطلب ہے

الف) رات بھر روتے رہنا

ب) رات مشکل سے گزارنا

ج) رات کو تارے گننا

2. مندرجہ ذیل مصرعوں کو مکمل کیجئے۔

نوٹ

الف) ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے......................

ب) ....دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

3. 'قشقہ کھینچا'، 'دیر میں بیٹھا' سے شاعر کی مراد ہے کہ

الف) اُس نے دوسرا مذہب اختیار کرلیا

ب) اس نے دین اسلام چھوڑ دیا

ج) وہ مذہبی اختلافات ختم کرنا چاہتا ہے

آپ نے کیا سیکھا

- اس غزل میں انسان کی بے بسی و مجبوری کا ذکر کیا گیا ہے۔
- اس غزل کا قافیہ اسم اور ردیف فعل کو بنایا گیا ہے۔ اس پابندی سے غزل میں ایک خاص طرح کی موسیقیت پیدا ہوئی ہے۔
- اس غزل میں شاعر نے محاوروں اور صنعتوں کا خوب صورت استعمال کیا ہے۔
- میؔر کو شہنشاہِ غزل اور خدائے سخن کہا جاتا ہے۔
- شاعر کا اندازِ بیان سادہ اور سلیس ہے۔
- شاعر کا انداز بیان موثر ہے۔

17.12 مزید مطالعہ

1. مولوی عبدالحق کا لکھا ہوا مضمون مقدمہ کلام میؔر پڑھیے۔
2. میؔر کے کچھ اچھے اشعار اپنی کاپی میں لکھیے۔
3. مختلف شعرا کے ایسے اشعار تلاش کر کے لکھیے جن میں مذہبی رواداری کی بات کہی ہے۔

17.16 اختتامی سوالات

1. میر تقی میؔر کو خدائے سخن کیوں کہا جاتا ہے؟ لکھیے۔
2. سبق میں آئے ہوئے محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجئے۔
3. انسان کی مجبوریوں اور اس کے اختیار پر پانچ جملے لکھیے۔
4. میر کی شاعری میں درد وغم اور مایوسی کی وجہ کیا ہے؟ لکھیے۔

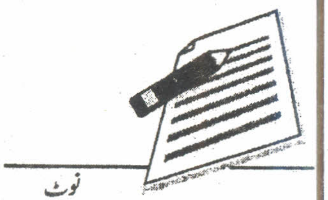

متن پر سوالات کے جوابات

17.1 .1 ج) تدبیر

.2 الف) جوانی ج) رات

ب) پیری د) صبح

.3 ج) جان لے لینا

17.2 .1 ج)

.2 ب) مختاری کا

.3 ج) دنیا کے معاملات

17.3 .1 الف) وہ اپنی غلطیوں کی معافی چاہتا تھا

.2 الف) ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی

ب) قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

.4 ج